اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○ (الحجرت:13)

"O mankind! We have created you from a male and female and made you into nations and tribes, that you may know one another verily, the most honourable of you with Allah is that (beliver) who has At-Taqwa [i.e., one of the Muttaqun (pious). Verily, Allah is All-Knowing, All Aware." (Al Hujrat 13)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

زمین کی زینت:۔

آسمان کی زینت ستاروں سے ہے زمین کی زینت پرہیزگاروں سے ہے۔ مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

زیادہ عزت والا کون:۔

فرمایا گیا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اے انسانو! اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی ہم نے تمہیں ایک نر اور مادہ سے پیدا کیا یعنی ایک ماں اور باپ سے پیدا کیا وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اور پھر تمہارے قبیلے اور خاندان اسلئے بنائے کہ آپس میں پہچان ہو سکے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ لہٰذا نہ گورے کو کالے پر فضیلت، نہ عربی کو عجمی پر فضیلت، نہ ہی امیر کو غریب پر کوئی فضیلت ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ

عِندَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرت:13) (بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے)

اللہ کے قرب کا پیمانہ:۔

اللہ تعالیٰ کا قرب بندوں کے ساتھ ان کے تقویٰ کے مطابق ہے، جو جتنا پرہیزگار ہوگا وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا، اس کو ایک پیمانہ بنا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کو ماپنا ہو تو انسان کے تقویٰ سے ماپنا چاہیے اسی لئے فرمایا،

اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ "(الانفال:34) (اس کے ولی وہی ہوتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں)

"None can be its guardian except Al-Muttaqun" (Al Infaal 34)

اولیاء کو کوئی غم نہ خوف ہوگا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس:62)

(جان لو کہ جو اللہ کے ولی ہوتے ہیں ان پر کوئی خوف نہیں ہوتا ہے نہ کوئی حزن ہوتا ہے)

"No doubt! Verily the Auliya' of Allah, no fear shall come upon them nor shall they grieve" (Younus 62)

خوف کہتے ہیں باہر کے ڈر کو اور حزن کہتے ہیں اندر کے غم کو، نہ کوئی باہر کا ڈر نہ کوئی اندر کا حزن یہ شان کس کی ہے؟ اولیاء اللہ کی۔ ولی کون ہوتے ہیں؟

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ (یونس:63) وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ کو اختیار کیا

" Those who believed (in the Oneness of Allah - Islamic Monotheism), and used to fear Allah much (by abstaing from evil deeds and sins and by doing righteous deeds).

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ (یونس:64)

ان کیلئے بشارتیں ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی

"For them are glad tidings, in the life of present world and in the Hereafter." (Younus 64)

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (یونس:64) اللہ کے فیصلے بدلتے نہیں ہیں۔

"No change can there be in the Words of Allah." (Younus 64)

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (یونس:64) یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

"This is indeed the supreme success." (Younus 64)

انسان کو چاہیئے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کو اختیار کر کے اللہ کے دوستوں میں شامل ہو جائے۔

ولی کون ہوتا ہے؟

ولایت کے درجات ہیں۔ ولایت کا ایک حصہ ہر کلمہ پڑھنے والے کو نصیب ہے۔ ولی کون ہوتا ہے؟ اللہ کا دوست ہوتا ہے، اب آپ سے پوچھیں کہ آپ لوگوں میں سے جو اللہ کا دشمن ہو وہ کھڑا ہو جائے تو کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا۔ ہم سب اللہ کے دوست ہیں۔ الحمدللہ

ولایت عامہ اور ولایت خاصہ:۔

ولایت کا ایک ادنیٰ درجہ انسان کو ایمان لانے پر نصیب ہو جاتا ہے مگر یہ ولایت عامہ ہے، ولایت خاصہ حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنا پڑتا ہے اس کے بغیر اللہ کے ہاں عمل بھی قبول نہیں ہوتے۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المآئدہ 27) (بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کے اعمال کو قبول کرتا ہے)۔

"Verily, Allah accepts only from those who are Al Muttaqun" (Maida' 27)

قرآن تقویٰ سے سجا ہوا ہے:۔

قرآن حکیم میں دیکھیں تو ہر چند آیتوں کے بعد تقویٰ کا تذکرہ ہے۔ جیسے کوئی آدمی تھال سجاتا ہے تو میوے اوپر اوپر رکھتا ہے اسی طرح اللہ نے تقویٰ کے لفظ سے اپنی کتاب کو سجایا ہے۔ قرآن پڑھتے چلے جائیں تو متقیوں کا تذکرہ یوں آئے گا کہ یہ لفظ جگمگاتا ہوا نظر آئے گا بلکہ ایک آیت کے اندر دو دو دفعہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ میں ایک فقرے میں ایک بات کو دو دفعہ دہراؤں ایسا کرنے سے اس بات کی بڑی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ایک سانس میں دو دفعہ یہ بات کہہ گیا اللہ تعالیٰ نے ایک فقرے میں دو دفعہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ (النسآء:1)

"O mankind! Be dutiful to your Lord." (Al Nissa 1)

دیکھا اِتَّقُوْا رَبَّکُمُ امر کا صیغہ ہے حکم دیا جارہا ہے کہ اِتَّقُوْا رَبَّکُمُ اپنے رب سے ڈرو تقویٰ کو اختیار کرو۔

یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ج وَّاتَّقُوا اللّٰہَ (النسآء:1)

"O mankind! Be dutiful to your Lord, Who created you from single person and from him He created many men and women and fear Allah" (Al Nissa 1)

دیکھا شروع میں بھی تقویٰ، آیت کے آخر میں بھی تقویٰ۔ ایک دوسری جگہ فرمایا۔

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ (الحشر:18)

"O you who believe! Fear Allah and keep your duty to Him. And let every person look to what he has sent forth for he morrow, and fear Allah." (Al Hashr 18)

یہاں بھی ایک آیت میں دو دفعہ تقوٰی کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس کی اہمیت کتنی واضح ہو جاتی ہے۔

تقوٰی کی کوئی حد نہیں:۔

شریعت نے ہر چیز کی حد متعین کر دی لیکن جہاں تقوٰی کا تذکرہ آیا تو میدان کھلا چھوڑ دیا فرمایا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن:16) تم تقوٰی اختیار کرو جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے۔

"So keep your duty to Allah and fear Him as much as you can."

(Al Taghabun 16)

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (ال عمرن:102)

(اے ایمان والو تم تقوٰی اختیار کرو جیسا کہ تقوٰی اختیار کرنے کا حق ہے)

"O you who believe! Fear Allah as He should be feared" (Al e Imran 102)

اللہ اکبر۔تقوٰی کی کتنی اہمیت واضح ہو جاتی ہے

تقوٰی کے فوائد:۔

تقوٰی عجیب نعمت ہے اور اسکے اختیار کرنے سے نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں گناہ معاف ہوتے ہیں۔بصیرت عطا ہوتی ہے۔قرآن پاک میں ہے

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ (اور جو کوئی تقویٰ کو اختیار کرتا ہے) **"And whosoever fears"**

يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا" (الطلاق:5)

(اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کے اجر کو بڑا کر دیتا ہے)۔

"He will expiate from him his sins and will enlarge his reward"

(Al Talaq 5)

یعنی اس کو اجر بہت زیادہ عطا فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ (اے ایمان والو اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے)

"O you who beleive! If you obey and fear Allah"

تو يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (الانفال:29) (وہ تمہیں قوت فارقہ عطا فرمائے گا)

"He will grant you Furqan" (Al Infaal 29)

فرقان کیا ہوتا ہے؟ ایسا نور جو فرق بین الحق والباطل کر دیا کرتا ہے۔ ایسی بصیرت عطا کر دی جاتی ہے۔ فرقان عطا کر دیا جاتا ہے۔

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (الانفال:29) (اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہیں فرقان عطا کر دے گا)

"He will grant you Furqan" (Al Infaal 29)

جب انسان تقویٰ کو اختیار کرتا ہے تو برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

اللّٰہ اکبر کبیرا

برکت کیا ہے:۔

برکت کیا چیز ہے؟ یہ لفظ انگریزی کی ڈکشنری میں تو نہیں ملے گا۔ البتہ اس کی حقیقت اللہ والوں کی زندگی

میں نظر آئے گی۔ آج کی دنیا برکت کو مانے یا نہ مانے ہم مانتے ہیں ماشاءاللہ۔

جسم کی غذا:۔

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ کو اختیار کرتے لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ (الاعراف:96) (ہم آسمان سے اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے) دوسری جگہ فرمایا کہ اگر یہ کتاب پر ایمان لاتے اور عمل کرتے لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (المآئدہ:66) (ہم ان کو وہ نعمتیں کھلاتے، جو اوپر سے اتارتے ہیں اور وہ نعمتیں کھلاتے جو پاؤں کے نیچے سے نکالتے ہیں) مفسرین اس کی عجیب تفسیر بیان فرماتے ہیں، انسان دو چیزوں کا نام ہے۔ ایک جسم اور ایک روح، جسم مٹی سے بنا مِنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (الصفت:11) جسم مٹی سے بنا اور اس کی ضروریات بھی مٹی سے نکلتی ہیں۔ مثلاً زمین سے پانی نکلتا ہے، گندم زمین سے نکلتی ہے، لباس کی فصل زمین سے نکلتی ہے، مکان زمین سے نکلی ہوئی چیزوں سے بنتا ہے، انسان کی دوسری ضروریات زمین سے نکلنے والی چیزیں ہیں، پھل زمین سے نکلنے والی چیزیں ہیں، یہ جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب زمین سے نکلنے والی ہیں۔ اللہ اکبر۔ جی ہاں جسم مٹی سے بنا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریات کو بھی مٹی میں رکھ دیا کہ ادھر سے پوری ہوتی رہیں۔

روح کی غذا:۔

انسان کی روح عالم امر سے آئی ہوئی چیز ہے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ (بنیۤ اسرآئیل:85) آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا امر ہے۔ روح عالم امر سے آئی ہوئی چیز ہے اور اس کی ضرورت بھی اوپر سے آنے والے انوار و برکات ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روح کی غذا اوپر سے

آنے والے انوار و برکات ہیں اور جسم کی غذا نیچے زمین سے نکلنے والے ثمرات ہیں۔ فرمایا لَاَ كَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ تو ہم ان کو وہ نعمتیں کھلاتے جو ان کی روحانی غذا بنتی وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (المآئدہ: 66) اور ان کو وہ نعمتیں کھلاتے جو ان کی جسمانی غذا بنتی۔ تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کھول دیتا ہے لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ (سبا: 15) قوم سبا کے مساکن میں نشانیاں ہیں کیوں؟ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ (دائیں بائیں دونوں طرف باغات) كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ (کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو) بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ (سبا: 15) (پاکیزہ شہر ہے اور اس کا رب ان کی کوتاہیوں کو معاف کرنے والا ہے) اللہ تعالیٰ تو کہتے ہیں کہ کھاؤ اور شکر ادا کرو۔ جس کا کھائیے اس کے گیت گائیے۔ تقویٰ کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ روٹی بھی دے گا اور بوٹی بھی دے گا۔ کاریں بھی دے گا اور بہاریں بھی دے گا۔ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ اس تقویٰ کے سبب عطا کر دیتا ہے۔ لیکن جب انسان ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو روک لیتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ (ابراھیم: 7) (اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور اپنی نعمتیں زیادہ کروں گا اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو بے شک میرا عذاب شدید ہے)

ایک قوم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تذکرہ فرمایا وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً (اور اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے ایک ایسی بستی کی) كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً (جس میں امن بھی تھا اطمینان بھی تھا) دو لفظ کیوں کہے؟ امن کہتے ہیں، باہر کے دشمن کا ڈر کوئی نہ ہو۔ اطمینان

کہتے ہیں، کہ اندر کا غم کوئی نہ ہو۔ تو فرمایا امن بھی تھا، اطمینان بھی تھا۔ يَّأْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ (چاروں طرف سے ان پر رزق کی بہتات ہوتی تھی) پھر کیا ہوا فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی) فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (النحل:112) (اللہ تعالیٰ نے ان کو بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا کہ عمل ایسے کرتے تھے) اگر انسان ناشکری کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو چھین لیتے ہیں۔ اور اگر انسان تقویٰ کو اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کو کھول دیتے ہیں۔ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق:2) اللہ تعالیٰ اس کے لئے سبیل پیدا کر دیتے ہیں وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:3) (ایسی طرف سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا)۔

حضرت تھانویؒ نے برکت کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک نوجوان تھا۔ اس نے اپنے والدین کی بڑی خدمت کی، بھائیوں سے کہا کہ جائیداد کا حصہ میں آپ کے سپرد کر دیتا ہوں۔ والدین کی خدمت آپ میرے سپرد کر دیں سودا کر لیا۔ چنانچہ اس نے ماں باپ کی خوب خدمت کی۔ ماں باپ فوت ہو گئے۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہتا ہے کہ فلاں پتھر کے نیچے تمہیں سو دینار ملیں گے کیونکہ تو نے ماں باپ کی بڑی خدمت کی ہے۔ پوچھا، اس میں برکت ہوگی؟ کہا برکت تو نہیں ہوگی۔ نوجوان نے کہا میں نہیں لوں گا۔ صبح اٹھا، بیوی کو بتایا، بیوی نے کہا بیشک نہ لینا لیکن جا کر دیکھو تو سہی پڑے بھی ہوئے ہیں کہ نہیں پڑے ہوئے۔ اس نے کہا جب لینے نہیں تو میں جا کر دیکھتا بھی نہیں۔ دوسری رات پھر خواب آیا کہ دس دینار فلاں پتھر کے نیچے پڑے ہیں ابھی موقعہ ہے لے لو، تمھاری خدمت کے بدلے مل رہے ہیں۔ پوچھا برکت ہوگی؟ کہا برکت تو نہیں ہوگی۔ نوجوان کہنے لگا مجھے نہیں چاہئیں۔ تیسری رات پھر

خواب آیا کہ فلاں پتھر کے نیچے ایک دینار پڑا ہے اب جا کر لے لو اب موقعہ ہے۔ پوچھا برکت ہوگی؟ کہا ہاں برکت ہوگی۔ وہ صبح اٹھا اس پتھر کے نیچے سے جا کر دینار اٹھا لایا۔ گھر آتے ہوئے دل میں خیال آیا کیوں نہ آج گھر میں پکانے کے لئے اچھی چیز لے جاؤں۔ اس نے مچھلی خریدی۔ جب گھر آیا اور اس کی بیوی نے مچھلی کو کاٹا تو اس مچھلی کے پیٹ سے ایک ایسا موتی نکلا جس کو بیچا تو ان کی زندگی کا پورا خرچ نکل آیا۔ یہ برکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ انسان کو وہم و گمان ہی نہیں ہوتا۔

اللہ والے کہاں سے کھاتے ہیں؟

اللہ والے کہاں سے لیتے ہیں؟ کہاں سے کھاتے ہیں؟ جہاں سے انبیاء کھاتے ہیں۔ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ کی جیب میں ہوتے ہیں۔ استعارہ کے لئے بتا رہا ہوں، اللہ کی جیب نہیں ہے۔ مگر استعارے کے طور پر سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی جیب میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خزانے ان کے لئے کھول دیا کرتے ہیں۔ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا○ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:2-3) (اللہ تعالیٰ ایسی طرف سے رزق دیتا ہے جس طرف سے گمان ہی نہیں ہوتا)۔

برکت کیا ہے؟

رزق کے اندر انسان کی عزت شامل، کھانا پینا شامل، بیوی بچے شامل، ماشاء اللہ دنیا کا سکھ سکون شامل ہے اور آج انہیں کی وجہ سے ہم پریشان پھرتے ہیں۔ ہم کیوں در در کے دھکے کھاتے پھرتے ہیں؟ اس لئے کہ رزق کی پریشانی ہے۔ دو دو نوکریاں کرتے ہیں۔ گھر کے خرچ پورے نہیں ہوتے۔ گھر کے

سارے افراد نوکریاں کرتے ہیں لیکن گھر کے خرچ پورے نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ جی کیا کریں؟ بوتل ڈاکٹر کی طرف چلتی ہی رہتی ہے۔ برکت اٹھ گئی، برکت نہیں رہی۔

عجیب چیلنج:۔

آج لوگ انجینئر ڈاکٹر کیوں بنتے ہیں؟ اس لئے کہ عالم بنیں گے تو پھر کہاں سے کھائیں گے۔ ضروریات ہوتی ہیں اس لئے انجینئر ڈاکٹر بنتے ہیں۔ اچھا میں آپ لوگوں سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ کیا آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی عالم باعمل کو یا حافظ باعمل کو بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرتے دیکھا ہے؟

کوئی مثال ہے؟ نہیں۔ عالم باعمل ہو یا حافظ باعمل ہو، بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گیا ہو، کوئی مثال ایسی آپ نہیں دے سکتے۔ میں منبر پر بیٹھا ہوں۔ میں مثال دے سکتا ہوں کہ ایک شخص نے Ph.D انجینئرنگ کی ہوئی ہے لیکن موت اس حال میں آئی کہ بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گیا۔ تو پھر رزق علم دین کے راستے سے ملا یا علم دنیا کے راستے سے ملا؟

حضرت امام ابو یوسفؒ کا واقعہ:۔

امام ابو یوسفؒ زمانہ طالب علمی میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں آئے۔ ماں نے تو بھیجا تھا کہ دھوبی کے پاس جاؤ اور کپڑے دھونا سیکھو راستے میں کہیں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت نے کچھ ایسا معاملہ کیا کہ حضرت کے شاگرد بن گئے، حتی کہ علم میں بہت بڑا مقام حاصل کر لیا۔ ماں نے کہا میں نے تجھے دھوبی کی طرف بھیجا تھا تیرا باپ فوت ہو گیا ہے تو کچھ کام کرتا ہم کھاتے پکاتے۔ انہوں نے آکر امام اعظم ابو حنیفہؒ کو یہی بات سنائی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اپنی والدہ کو کہنا کہ میں ایک کام سیکھ رہا ہوں جس پر مجھے بہت زیادہ آمدنی کی امید ہے۔ انہوں نے جا کر کہہ دیا ان کی والدہ کی تشفی

نہ ہوئی تو وہ خود امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس آئیں اور کہا میں نے بیٹے کو دھوبی کے پاس بھیجا تھا کہ کوئی ہنر سیکھتا یہ آپ کے پاس کتابیں پڑھتا ہے۔ حضرتؒ نے کہا کہ میں اس کو ایسا ہنر سکھا رہا ہوں کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ کھایا کرے گا۔ انکی والدہ نے سوچا کہ حضرت ایسے ہی میری تسلی کے لئے بات کر رہے ہیں، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ بات آئی گئی ہوگئی والدہ صاحبہ مطمئن ہوگئیں۔ ایک وقت آیا کہ امام ابو یوسفؒ چیف جسٹس بنے، فرماتے ہیں کہ وقت کا بادشاہ ہارون الرشید میرے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگا حضرت میں نے آپ کے لئے ایک چیز بنوائی ہے میں روز آپ کے لئے بھجوا دیا کروں گا میں نے چیز کھائی تو بڑی لذیذ تھی میں نے پوچھا کہ یہ تھی کیا؟ کہنے لگے حضرت یہ میرے لئے بھی کبھی کبھی بنتی ہے لیکن آپ کو علمی مقام ایسا ملا ہے کہ آپ کے لئے روزانہ آیا کرے گی۔ کہنے لگے میں نے پوچھا بتاؤ کہ ہے کیا؟ کہنے لگا کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ ہے، فرماتے ہیں کہ امام اعظمؒ کی بات مجھے یاد آئی کہ انہوں نے میری والدہ کو کہا تھا کہ میں ان کو ایسا ہنر سکھا رہا ہوں کہ یہ پستے کا بنا ہوا فالودہ کھایا کرے گا۔ دیکھا اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں۔

حضرت سالمؒ کا واقعہ:۔

حضرت سالمؒ ایک محدث گزرے ہیں۔ غلام تھے، تین سو درہم میں بکے تھے۔ پھر علم حاصل کیا۔ علم حاصل کر کے ایسے مقام پر پہنچے کہ بادشاہ اجازت لے کر ان کو ملنے آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ ملاقات کے لئے آیا۔ آپ سے اجازت چاہی آپ نے علمی مشغولیت کی وجہ سے معذرت کر دی۔ چنانچہ بادشاہ کو بغیر ملاقات کے واپس جانا پڑا۔ حضرت سالمؒ بکے تھے تین سو درہم میں، لیکن علم نے ایسے مقام پر پہنچا دیا کہ وقت کا بادشاہ بھی ان کے دروازے پر دستک دے رہا ہوتا تھا۔ سبحان اللہ۔ وہ دنیا میں بکے تھے تین سو درہم میں لیکن یہاں اللہ سے سودا کیا تھا اس لئے قیمت بڑھ گئی۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا　　تم نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

ماشاءاللہ۔اللہ تعالیٰ سے سودا کیا۔اللہ تعالیٰ نے انمول بنا دیا۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا　　گر جیت گئے تو کیا کہنے گر ہار گئے تو مات نہیں

اگر جیت گئے اور علم کا وہ مقام حاصل ہو گیا تو کیا ہی نصیب ہیں، اور اگر وہ مقام نہ حاصل ہوا اور طلباء ہی میں رہے تو پھر بھی خوش نصیبی ہے۔سبحان اللہ۔

رزق کس کے ذمے؟

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ تقویٰ کے ذریعے رزق کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔رزق کہاں سے ملتا ہے؟اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے۔ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ (الحجر:21)

(اور جو کوئی چیز بھی ہے مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں)۔

وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:21) (اور ہم ایک اندازے کے مطابق اس کو اتارتے رہتے ہیں)۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (هود:6) (جو کوئی بھی جاندار زمین میں ہے اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے) وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

(کتنے جاندار ہیں اپنا رزق جمع کر کے نہیں رکھتے) اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ (العنکبوت:60) (اللہ ان کو بھی رزق دیتا ہے، تمہیں بھی رزق دیتا ہے)۔ایک شخص حضرت بایزید بسطامیؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت میری اولاد زیادہ ہے، رزق کی بہت تنگی ہے، بہت پریشان ہوں۔فرمایا گھر واپس جاؤ اور جس کا رزق اللہ کے ذمے ہے اسے گھر میں رہنے دو اور جس کا رزق تمہارے ذمے ہے اسے گھر سے نکال دو۔

خاندانی منصوبہ بندی:۔

1965ء میں سنا کرتے تھے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرو ورنہ 1970ء میں بھوکے مر جاؤ گے۔ 1970ء بھی آ گیا پھر سنتے تھے کہ اگر 1980ء تک خاندانی منصوبہ بندی نہ کی تو انسان انسانوں کو کھایا کریں گے، 1980ء بھی آ گیا۔ پھر کہا کرتے تھے کہ 1990ء تک اگر منصوبہ بندی نہ کی تو پھر لوگ اپنے بچوں کو کاٹ کر کھایا کریں گے، 1990ء بھی آ گیا۔ اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ جو نعمتیں آج دے رہے ہیں وہ 1960ء والے انسان کو نصیب ہی نہ تھیں۔ دیکھا اللہ تعالیٰ رزق بھی بڑھا دیتا ہے۔ جب حضرت آدمؑ تھے تو دنیا میں ایک آدمی کا رزق تھا اور آج اربوں کھربوں انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے انسانوں کا رزق عطا فرما دیا ہے۔ حضرت آدمؑ کے زمانے میں کیا یہ معدنیات نکلتی تھیں، نہیں نکلتی تھیں۔ جب انسان تھوڑے تھے زمین کے خزانے بھی تھوڑے نکلتے تھے۔ جب پھیل گئے اللہ تعالیٰ نے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ سبحان اللہ۔

تقویٰ اور رزق کے دروازے:۔

رزق کس کے ذمہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ذمہ۔ ہاں میں اس کا بھی قائل ہوں کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایک ترتیب رکھنی چاہیئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ زندگی میں ترتیب ہی کوئی نہ ہو ترتیب ہونی چاہیئے۔ تاہم محنت تو ہم کریں مگر نگاہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر لگی ہوئی ہوں۔ جب یہ حال ہوگا تو کوئی بندہ رشوت نہیں لے گا۔ جب اس کی نظریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوں گی تو پھر ملاوٹ کا مال کوئی نہیں کھائے گا، اس لئے کہ پھر وہ اللہ سے مانگے گا۔ جب اللہ کو بھول کر اسباب پر نگاہیں لگ جاتی ہیں تو پھر یہ ساری مصیبتیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا تقویٰ کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ رزق کے دروازوں کو کھول دیں گے۔

تقویٰ ہر جگہ کام آتا ہے:۔

آپ فرمائیں گے تقویٰ، تقویٰ کچھ آگے بات بھی سمجھاؤ تقویٰ ہے کیا؟ یہ وہ نعمت ہے جو دنیا میں بھی کام آتی ہے، برزخ میں بھی کام آتی ہے، قبر میں بھی کام آتی ہے، حشر میں بھی کام آتی ہے، جنت میں بھی کام آتی ہے، ہر جگہ پہ کام آتی ہے۔ یہ تقویٰ عجیب تریاق ہے۔ ہر ہر جگہ کام آتا ہے۔ سنیئے قرآن۔ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا (کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرو) اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ (بیشک یہ زمین اللہ کی ہے)۔

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے) وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (الاعراف:128) (اور عاقبت تو متقین ہی کے لئے ہے)۔ دیکھا دنیا بھی سنوری اور رزق بھی ملا، آخرت میں عاقبت بھی سنوری۔ تو تقویٰ وہ نعمت ہے جو دنیا کو بھی سنوارتا ہے اور آخرت کو بھی۔

پل صراط اور تقویٰ:۔

آخرت کا دن کیسا ہوگا کہ دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ سوائے متقی لوگوں کے۔ یہ تقویٰ وہاں بھی کام آئے گا، دنیا میں اس کا فائدہ اور آخرت میں بھی، روز محشر میں بھی اس کا فائدہ، دوست دوستوں کے دشمن بن جائیں گے سوائے متقی لوگوں کے۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (الزخرف:67) یہ تقویٰ وہاں بھی کام آئے گا۔ پل صراط سے گزرنا پڑے گا، پھر کیا ہوگا؟ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم:71) (اور تم میں سے جو کوئی بھی ہے اسے اس پر سے گزرنا ہوگا)۔ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (مریم:71) (یہ تیرے رب کے نزدیک حتمی اور فیصلہ

شدہ بات ہے) ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا (مریم:72) (پھر ہم نجات دیں گے جو متقی ہوں گے) اور جو ظالم گناہ گار ہوں گے ان کو اوندھے منہ جہنم میں گرائیں گے۔ تو پل صراط سے کون گزریں گے؟ جو متقین ہوں گے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایسے لوگوں کو جنت بھی پیش کی جائے گی وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (الشعرآء:90) (اور جنت کو سجا کر پیش کیا جائے گا متقین کے لئے) ماشاءاللہ۔ جنت کی طرف کن کو لے جایا جائے گا؟ وَ سِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا (الزمر:73) متقی لوگوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔

جنت کن کے لئے ہے؟

جنت متقی لوگوں کے لئے ہے۔ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ (الرعد:23) (ہر دروازے سے ملائکہ ان پر داخل ہوں گے) سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ (الرعد:24) سلامتی ہو، شاباش ہو، تسی جیندے رہو۔ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ یہ مفہوم بنے گا اس کا بِمَا صَبَرْتُمْ (الرعد:24) (تم نے اپنے اندر صبر وضبط پیدا کیا) سبحان اللہ۔ جنت کن لوگوں کو دی جائے گی؟ ایک جگہ جنت کا اتنا لمبا تذکرہ کیا کہ پورا رکوع جنت کے فضائل اور جنت کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ آخر پر نتیجہ یہ نکلا تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا (مریم:63) (یہ وہ جنت ہے اس کا ہم وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنائیں گے جو متقی ہوں گے)۔ سبحان اللہ، جنت کے جتنے مناظر ہیں، جتنی باتیں ہیں، سب متقی لوگوں کے لئے ہیں۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا○ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ○ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا○ وَّ كَاْسًا دِھَاقًا○

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ○ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ○ (النبا: 36-31)

یہ جزا متقی لوگوں کے لئے ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ ○ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ (المرسلت: 44-41)

دیکھا کیسا جنت کا ذکر ہے۔سبحان اللہ۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ○ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ○ (القمر: 55-54)

کتنی آیات پڑھوں متقی لوگوں کے لئے جنت کی نعمتوں کے بارے میں۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ (محمد: 15)

چار نہریں بتائی گئیں ہیں جو متقی لوگوں کی جنت میں ہوں گی۔سبحان اللہ

آخرت کی منزلیں اور تقویٰ:۔

میرے دوستو! آخرت کی منزلیں بھی تقویٰ کے سبب طے ہوں گی اور دنیا کی منزلیں بھی تقویٰ کے سبب طے ہوں گی۔ اگر دنیا میں عزت چاہتے ہیں تو تقویٰ اختیار کر لیجئے، دیکھئے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عزت دیتے ہیں، دنیا میں عزت تقویٰ کے ذریعے ملتی ہے۔آخرت کی باتیں تو میں نے بہت سنا دیں۔

دنیا کی عزت اور تقویٰ:۔

آپ کہیں گے کوئی یہاں کی بات بھی کرو۔ چلو میں دنیا کی بات کرتا ہوں دنیا میں بھی عزت تقویٰ کے ذریعے ملتی ہے۔

حضرت یوسفؑ کا واقعہ:۔

سورۃ یوسف جس کو قرآن نے احسن القصص کہا۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ (یوسف:3) خاص طور پر بڑا سبق ہے اس سورۃ میں اس لئے اس کو اتنا اہم بتایا گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ دو جماعتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ایک جماعت یوسف کے بھائیوں کی اور ایک جماعت یوسفؑ کی۔ جی ہاں کئی بندے اکیلے ہوتے ہیں لیکن اپنی ذات میں ادارہ ہوتے ہیں۔ ایک ہوتے ہیں لیکن جماعت سے زیادہ بھاری ہوتے ہیں۔ دلیل قرآن سے پیش کرتا ہوں۔ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً (النحل:120) (بے شک ابراھیمؑ امت تھے) دیکھا! جی ہاں ایسا بھی ہوتا ہے۔ تو ایک جماعت یوسفؑ کی اور دوسری جماعت ان کے بھائیوں کی۔ بھائیوں پر امتحان آیا وہ کہنے لگے ہم یوسفؑ کو قتل کر دیتے ہیں۔ اُقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا (یوسف:9) (ہم یہ گناہ کر گزرتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہم توبہ کر کے نیک بن جائیں گے) چنانچہ گناہ کر گزرے۔ یوسفؑ پر بھی امتحان آیا۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ (یوسف:23) یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی کہ ایسے امتحان سے بھی بچ گئے۔ حتیٰ کہ گواہیاں دے دیں عورت نے اور کہنا پڑا مالک کو۔ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ (یوسف:46) اے سچے یوسف سبحان اللہ، اللہ اکبر۔ پھر کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو جیل سے نکال کر تخت پر بٹھا دیا۔ پھر یوسفؑ نے کہا مجھے (Finance Minister) بنا دو، نبی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں صلاحیت بھی عطا فرمائی تھی۔ وہ حکومت کی باگ دوڑ سنبھال سکتے تھے۔ حکومت چلا کر دکھائی۔ قحط پڑ جاتا ہے، بھائیوں کی جماعت ساری کی ساری قحط کا شکار ہوگئی، یوسفؑ اس قحط میں بھی تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نچوڑ نکالتے ہیں۔ قرآن پاک میں منظر بیان کرتے ہیں اور عجیب ہے وہ منظر۔ یوسفؑ کے بھائی آ رہے ہیں، غلہ مانگنے کے لئے۔ پیسے پورے نہیں ہیں، غلہ پورا مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں

کہ پیسے تو پورے نہیں آپ کوئی صدقہ خیرات کر دیں۔ یہ بھی نبیؑ کے بیٹے، وہ بھی نبیؑ کے بیٹے۔ یہ امتحان میں ناکام، وہ امتحان میں کامیاب۔ یہ تخت پر ہیں وہ فرش پر ہیں۔قرآن نقشہ بیان کرتا ہے۔ سبحان اللہ۔قربان جائیں کیا کتاب ہے۔فرمایا قَالُوْا (کہنے لگے) يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ (اے عزیز مصر) مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰتٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ (یوسف:88) (ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگ دستی نے بے حال کر دیا اور ہم پیسے بھی اتنے لائے ہیں جو پورے نہیں ہمیں وزن پورا دے دو اور ہمارے اوپر صدقہ خیرات کر دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے)۔جب یوسفؑ نے دیکھا کہ یہ حالت ہوگئی ہے تو پوچھا مَا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ (یوسف:89) تم نے یوسفؑ کے ساتھ کیا کیا تھا؟ کہنے لگے۔ ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ (کیا آپ یوسف ہیں؟) قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ (یوسف:90) (ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی (بنیامین) ہے)۔تحقیق اللہ نے ہم پر احسان کیا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ (جو متقی ہوتا ہے اور اپنے اندر صبر وضبط پیدا کرتا ہے) فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف:90) (بے شک اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتا) لہٰذا ہر دور میں اور ہر زمانے میں جو یوسفؑ صفت بنے گا اللہ تعالیٰ فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دے گا۔ دیکھنا دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی بنے گی۔

تقوٰی اور اللہ تعالیٰ کا قرب:۔

پہلے علماء تقوٰی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پا گئے آج تقوٰی نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی عزت گنوا بیٹھے۔کیا بات ہے کہ درس نظامی حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت مولانا

رشید احمد گنگوہیؒ نے پڑھا یہی درس نظامی شیخ الہند مولانا حضرت محمود الحسنؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے پڑھا یہی درس نظامی حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے پڑھا۔ پھر آج ہر طالبعلم، ہر بچہ حضرت تھانویؒ کیوں نہیں بنتا، ہر بچہ حضرت نانوتویؒ کیوں نہیں بن جاتا۔ یہ تقوٰی کا فرق ہے، انہوں نے بھی یہی کتابیں پڑھی تھیں لیکن انہیں ان کتابوں سے تقوٰی کے سبب ہیرے اور موتی ملے تھے ہم بھی وہی کتابیں پڑھتے ہیں مگر پڑھ لیتے ہیں سوچتے ہیں کہ عمل بعد میں اکٹھا کریں گے۔ آج ہم بے احتیاطی کی زندگی گزارتے ہیں، وہ علماء جو حلال مال سے اپنا پیٹ نہیں بھرتے تھے آج ان کی اولادیں حرام مال سے اپنے پیٹوں کو بھر رہی ہیں، وہ لوگ جو ساری رات جاگ کر مصلے پر گزار دیتے تھے آج ان کی اولادیں نرم بستروں پر شب باشی کی عادی بن چکی ہیں۔

علم بڑی نازک چیز ہے :۔

یہ علم بڑی نازک چیز ہے۔ افسوس ہے اس پر جس کی زبان تو عالم ہو لیکن دل جاہل ہو۔ لقمان حکیم فرماتے تھے ''میں نے لوہے اور پتھر کو اٹھایا لیکن دین سے زیادہ وزنی چیز کو نہیں دیکھا۔ میں نے شب زفاف کی لذت کو پایا مگر اللہ کے ذکر سے بہتر کسی چیز کو نہیں پایا''۔ آج ہمارے لباس، صوف سے بھی زیادہ نرم ہوتے ہیں۔ ہماری زبانیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوتی ہیں، مگر ہمارے دل بھیڑیئے کے دل سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔

دل اور گند خانہ:۔

ہم دلوں پر محنت نہیں کرتے۔ یہ تقوٰی کہاں ہوتا ہے؟ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا اَشَارَ اِلَي الصَّدْرِ (صحیح مسلم ح ۱۱۵۱ ۱) (نبی اکرم ﷺ نے سینے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ تقوٰی تو یہاں ہوتا ہے)۔ لہٰذا اس دل کو

بدلنا پڑے گا۔ پھر اس کے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔ آج ہم نے دل کو صنم خانہ بنالیا، بت خانہ بنالیا، بلکہ سچ کہوں کہ دل کو گند خانہ بنالیا ہے۔ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (الانبیآء:52) دل میں مورتیاں رکھی ہوئی ہیں۔ کسی نے دل میں لڑکی کی مورتی رکھی ہوئی ہے، کسی نے مال پیسے کی مورتی رکھی ہوئی ہے، کسی نے عہدے کی رکھ لی۔ جس گھر میں تصویر ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ تو جس دل میں غیر کی تصویر ہوگی اس دل میں اللہ کی تجلیات کیسے آسکتی ہیں؟ اس دل کو سنوارنا پڑے گا، اسے بنانا پڑے گا، اس دل پر محنت کرنی پڑے گی۔ تب تقویٰ دل میں آئے گا اور آپ اس نیت سے پڑھیں کہ اے اللہ تعالیٰ ہم پڑھتے جائیں گے اور عمل کرتے جائیں۔ اپنی ذات کو مقدم رکھیں اُوْصِىْ نَفْسِيْ اَوَّلاً وَ اِيَّاكَ بَعْدَهٗ اپنے آپ کو مقدم رکھیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ تقویٰ زندگیوں میں نہیں ہے۔ باتیں کرتے ہیں لوگوں پر اثر نہیں ہوتا۔ شکوہ کرتے ہیں کہ لوگ بات نہیں سنتے۔ میرے دوستو! اس زبان سے نکلی ہوئی بات جب اپنے کان نہیں سنتے جو اتنا قریب ہیں تو پھر وہ کان کہاں سنیں گے جو اتنا دور بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم جو بولیں ہمارے اپنے کان بھی سنیں، ہمارا اپنا دماغ بھی سوچے، ہمارا اپنا دل بھی اس پر عمل کرے کہ ہم کیا بول رہے ہیں؟ ہم لوگوں کے لئے بولتے ہیں، ہم اپنی نیت بھی کریں کہ ہم یہ قرآن و حدیث اس لئے پڑھ رہے ہیں کہ ہم پڑھیں گے اور عمل کریں گے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا عجیب واقعہ:۔

میں نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے حالات زندگی میں پڑھا کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ذریعے کچھ ہندو مسلمان ہوئے تو کسی نے ہندوؤں سے پوچھا کہ تم کیوں مسلمان ہوئے؟ تو انہوں نے حضرت کشمیریؒ کی طرف اشارہ کرکے کہا ہمیں یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نظر نہیں آتا۔ یہ چہرہ کسی